16 فروری 1961

ازعدالت الاعظمیٰ

حکومت اتر پردیش و دیگران

بنام

راجہ محمد عامر احمد خان

(جے۔ایل۔کپور، ایم۔ہدایت اللہ اور جے۔سی۔شاہ، جسٹسز)

اسٹامپ ڈیوٹی۔کلکٹر کو ڈیوٹی کے بارے میں رائے کے لئے پیش کیا گیا دستاویز۔ڈیوٹی کا جائزہ لینے والے کلکٹر۔ڈیوٹی کی ضبطی اور مطالبہ۔انڈین اسٹامپ ایکٹ، 1899 (11 آف 1899)، دفعات 31، 32، 33۔

مدعا علیہ نے ایک دستاویز پر عمل درآمد کیا اور اسے کلکٹر کے سامنے دفعہ 31 اسٹیمپ ایکٹ کے تحت ان کی رائے کے لئے پیش کیا۔کلکٹر نے بورڈ آف ریونیو کے حوالہ کے بعد واجب الادا ڈیوٹی کا تعین کیا۔اس کے بعد اس نے آلہ ضبط کر لیا اور پندرہ دن کے اندر ڈیوٹی جمع کرانے کا حکم دیا۔بعد ازاں مدعا علیہ کو ایک ماہ کے اندر اسٹامپ ڈیوٹی اور جرمانے کی رقم جمع کرانے کا نوٹس جاری کیا گیا اور دھمکی دی گئی پہلے سے طے شدہ لینڈ ریونیو کے بقایا جات کے طور پر ان کی وصولی کے لئے کارروائی کی جائے گی۔مدعا علیہ نے آلہ کو ضبط کرنے اور اسٹامپ ڈیوٹی اور جرمانے کے مطالبے کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا۔

منعقد، کہ اسٹامپ ڈیوٹی کے تعین کے بعد کلکٹر بنا اختیارات کے بن گیا اور اس آلے کو ضبط نہیں کر سکا اور نہ ہی ڈیوٹی اور جرمانے کا مطالبہ کر سکتا تھا۔دفعہ 31 کے تحت کلکٹر کو صرف ڈیوٹی کی مناسب رقم کا تعین کرنا ہوتا ہے۔اگر آلہ پر عمل درآمد کرنے والا شخص آلہ کو مؤثر بنانا چاہتا ہے یا ثبوت کے مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے تو اسے ذمہ داری پوری کرنی ہوگی اور دفعہ 32 کے تحت کلکٹر ضروری توثیق کرتا

ہے۔ دفعہ 33 کسی عوامی عہدے کے انچارج کو یہ اختیار دیتی ہے کہ جس کے سامنے ڈیوٹی کے لئے چارج کرنے والا آلہ تیار کیا جاتا ہے یا اپنے فرائض کی انجام دہی میں آتا ہے اگر اس پر مناسب مہر نہ لگائی گئی ہو تو وہ اس آلہ کو ضبط کرسکتا ہے۔ جب ڈیوٹی کے تعین کے لئے دفعہ 31 کے تحت کلکٹر کے سامنے کوئی آلہ پیش کیا جاتا ہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یہ "اس کے کاموں کی انجام دہی میں تیار کیا جاتا ہے یا آتا ہے" جیسا کہ دفعہ 33 میں غور کیا گیا ہے۔ یہ الفاظ سب سے پہلے عدالتی یا دیگر افسران کے سامنے پیش ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو کسی بھی حقیقت کو ثابت کرنے کے ثبوت کے طور پر عدالتی فرائض انجام دیتے ہیں، اور دوسرا ان افسران کی طرف اشارہ کرتے ہیں جنہیں ان آلات کے بارے میں کوئی کام انجام دینا پڑتا ہے جب وہ ان کے سامنے آتے ہیں، مثال کے طور پر، رجسٹریشن۔

ری کوک اینڈ کیلی (1932) میں آئی ایل آر 59 کلکتہ 1171 میں منعقدہ اُوبیٹر۔

کلکٹر، احمد نگر بنام رام بھاؤ تکارام نرہلی، اے آئی آر 1930 بمبئی 392، پیکو بنام گیا، آئی ایل آر (1948) Nag. 950 اور چندوری پنا کالا راؤ بنام پینو گونڈا کمارسوامی، اے آئی آر 1937 مدراس 763، کا حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1957 کی دیوانی اپیل نمبر 369۔

الہ آباد ہائی کورٹ (لکھنؤ بینچ) کے 27 جنوری 1956 کے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف اپیل میں متفرق 1954 کی درخواست نمبر 17 (او جے) میں کی گئی ہے۔

اپیل گزار کی طرف سے سی بی اگروالا اور سی پی لال۔

جواب دہندہ کے لئے وی ڈی مشرا۔

16 فروری 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس کپور۔ یہ الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے اور حکم کے خلاف اپیل ہے جو اس عدالت کی طرف سے دیے گئے سرٹیفکیٹ پر ہے۔ مدعا علیہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عرضی دائر کرتے ہوئے استدعا کی کہ سیتاپور کے کلکٹر کی جانب سے -/85,595/7 روپے کی اسٹامپ ڈیوٹی اور 5 روپے کے جرمانے کا نفاذ قانون کے خلاف ہے اور اس کے خلاف وصول نہیں کیا جا سکتا ہے اور درخواست کی کہ اس حکم کو منسوخ کیا جائے۔ 12 ستمبر 1948ء کو مدعا علیہ نے سانسا کی زبانی ورد کے ذریعے وقف کیا اور پھر اسے ایک مہر والے کاغذ پر لکھا گیا جس پر مدعا علیہ کے دستخط تھے اور گواہوں نے اس کی تصدیق کی تھی۔ 15 ستمبر 1948ء کو کلکٹر کے سامنے دفعہ 31 کے تحت ڈیوٹی کے بارے میں ان کی رائے کے لئے پیش کیا گیا۔ چونکہ کلکٹر خود الہام میں تھے، انہوں نے اس معاملے کو بورڈ آف ریونیو کو بھیج دیا، جس نے کافی طویل عرصہ کے بعد کہا کہ دستاویز اسٹامپ ایکٹ کے آرٹیکل 58 کے مطابق ذمہ دار ہے۔ 29 اکتوبر 1951 کو کلکٹر نے کہا کہ -/85,598/7 روپے اسٹامپ ڈیوٹی کے طور پر واجب الادا ہیں اور اسے پندرہ دن کے اندر جمع کرانے کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں مدعا علیہ کو 10 نومبر 1951 کو نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے آرٹیکل 226 کے تحت ہائی کورٹ میں ایک درخواست دائر کی جسے 3 نومبر 1952 کو اس بنیاد پر خارج کر دیا گیا کہ یہ قبل از وقت ہے۔ 2 فروری 1954 کو مدعا علیہ کو ایک اور نوٹس جاری کیا گیا کہ وہ اسٹامپ ڈیوٹی کی رقم اور 5 روپے جرمانے کی رقم ایک ماہ کے اندر جمع کروائے بصورت دیگر اسٹامپ ایکٹ کی دفعہ 48 کے تحت اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اس کے بعد یکم مارچ 1944 کو مدعا علیہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت الہ آباد ہائی کورٹ میں اسٹامپ ڈیوٹی اور جرمانے کے نفاذ کی قانونی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے ایک عرضی دائر کی اور سرٹیفکیٹ کی رٹ کے لئے درخواست کی۔ ہائی کورٹ کی فل بنچ نے کلکٹر کے حکم کو رد کر دیا اور ریاست یوپی اس عدالت میں اپیل میں آئی ہے۔

اس اپیل کا فیصلہ اسٹامپ ایکٹ کی دفعات 31، 32 اور 33 کی تشریح پر منحصر ہے۔ دفعہ 31 کا متعلقہ حصہ یہ فراہم کرتا ہے:

دفعہ 31 (1) میں کہا گیا ہے جب کوئی آلہ، چاہے اس پر عمل درآمد ہو یا نہ ہو اور اس پر پہلے مہر لگی ہو یا نہ ہو، کلکٹر کے پاس لایا جاتا ہے اور اسے لانے والا شخص اس افسر کی رائے لینے کے لیے درخواست دیتا ہے کہ وہ کس ڈیوٹی (اگر کوئی ہو) کے بارے میں جس کے ساتھ یہ چارج کیا جا سکتا ہے، اور اس رقم کی فیس (پانچ روپے سے زیادہ نہیں اور کم از کم آٹھ آنا نہیں) ادا کرتا ہے، جیسا کہ کلکٹر ہر معاملے میں ہدایت

دے سکتا ہے، کلکٹر اس ذمہ داری (اگر کوئی ہو) کا تعین کرے گا، جس کے ساتھ، اس کے فیصلے میں، آلہ قابل چارج ہے۔

یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ متنازعہ دستاویز کو دفعہ 31 کے تحت کلکٹر کی رائے کے لئے پیش کیا گیا تھا اور کلکٹر کی رائے طلب کی گئی تھی کہ ڈیوٹی کیا ہونی چاہئے۔ ایکٹ کی دفعہ 32 کے تحت جب اس طرح کا آلہ دفعہ 31 کے تحت کلکٹر کے پاس لایا جاتا ہے اور وہ اس بات کا تعین کرتا ہے کہ اس پر پہلے ہی مکمل مہر لگی ہوئی ہے یا وہ اس ڈیوٹی کا تعین کرتا ہے جو اس طرح کے دستاویز پر واجب الادا ہے اور اس ڈیوٹی کی ادائیگی کی جاتی ہے تو کلکٹر پیش کردہ دستاویز کی توثیق کے ذریعہ تصدیق کرے گا کہ پوری ڈیوٹی جس کے ساتھ یہ چارج کیا گیا ہے اور اس طرح کی توثیق کی جا رہی ہے، اس آلے کو مکمل طور پر مہر لگا ہوا سمجھا جائے گا یا ڈیوٹی کے لئے چارج کرنے کے قابل نہیں سمجھا جائے گا جیسا کہ معاملہ ہو سکتا ہے۔ دفعہ 32 کی شرط کے تحت، کلکٹر کو اس کی توثیق کرنے کا اختیار نہیں ہے اگر کوئی دستاویز اس پر عمل درآمد کی تاریخ کے ایک ماہ بعد ان کے پاس لائی جاتی ہے۔ اس کے بعد دفعہ 33 درج ذیل ہے:

دفعہ 33: "ہر وہ شخص جس کے پاس قانون کے مطابق یا فریقین کی رضامندی سے ثبوت حاصل کرنے کا اختیار ہو، اور کسی عوامی عہدے کا انچارج ہر شخص، سوائے پولیس کے ایک افسر کے، جس کے سامنے اس کی رائے میں، ڈیوٹی کے ساتھ، ایک آلہ تیار کیا جاتا ہے یا اس کے فرائض کی انجام دہی میں آتا ہے، اگر اسے ایسا لگتا ہے کہ اس طرح کے آلے پر باقاعدہ مہر نہیں لگائی گئی ہے۔

(2) اس مقصد کے لیے ہر شخص ہر اس آلے کا جائزہ لے گا جو اس طرح چارج کیا جا سکتا ہے اور اس طرح تیار کیا گیا ہے یا اس کے سامنے آ رہا ہے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ آیا اس پر برطانوی ہندوستان میں نافذ قانون کے تحت مطلوبہ قدر اور وضاحت کی مہر لگی ہوئی ہے جب اس آلے کو نافذ کیا گیا تھا یا پہلے اس پر عمل درآمد کیا گیا تھا: بشرطیکہ:

(الف) اس میں شامل کسی بھی چیز کو فوجداری عدالت کے کسی مجسٹریٹ یا جج کے لیے ضروری نہیں سمجھا جائے گا کہ وہ ضابطہ فوجداری 1898 کے باب XII یا باب XXXVI کے تحت کارروائی کے

علاوہ کسی اور کارروائی کے دوران اس کے سامنے آنے والے کسی بھی آلے کی جانچ کرے یا ضبط کرے۔

(ب) کسی ہائی کورٹ کے جج کے معاملے میں، اس دفعہ کے تحت کسی بھی آلے کی جانچ پڑتال اور ضبط کرنے کی ذمہ داری ایسے افسر کو تفویض کی جاسکتی ہے جسے عدالت اس سلسلے میں مقرر کرتی ہے۔

(3) اس دفعہ کے مقاصد کے لئے شک کی صورت میں:

(الف) جمع کرنے والی حکومت اس بات کا تعین کرسکتی ہے کہ کون سے دفاتر کو سرکاری دفاتر سمجھا جائے گا۔اور

(ب) جمع کرنے والی حکومت اس بات کا تعین کرسکتی ہے کہ عوامی عہدوں کا انچارج کون سمجھا جائے گا۔

اس اپیل کا فیصلہ ان الفاظ کی تشریح پر منحصر ہے کہ "جس کے سامنے کوئی آلہ چارج کیا جاتا ہے............... تیار کیا جاتا ہے یا اس کے فرائض کی انجام دہی میں آتا ہے"۔ان الفاظ سے نمٹتے ہوئے ہائی کورٹ نے کہا:

لہٰذا ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ چنی لال برمن کے معاملے کا فیصلہ کرنے والے فاضل ججوں نے قانون کی دفعہ 33 میں استعمال ہونے والے الفاظ کے بارے میں صحیح رائے اختیار کی تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ متعلقہ آلہ کو ثبوت کے طور پر پیش کیا جائے یا اس پر کسی نہ کسی فریق کی طرف سے بھروسہ کیا جائے۔

ہائی کورٹ کی یہ بھی رائے تھی کہ پوری اسٹیمپ ڈیوٹی ادا کرنے کا مقصد اس دستاویز کو ثبوت میں داخل کرنا یا اس پر عمل کرنا یا رجسٹرڈ یا تصدیق کرنا تھا جیسا کہ اسٹامپ ایکٹ کی دفعات 32(3)، 35، 38(1) اور 48(1) میں فراہم کیا گیا ہے۔

ریاست کے وکیل نے ایکٹ کی مختلف دفعات کا حوالہ دیا۔ سب سے پہلے تعریف دفعہ میں؛ دفعہ 2(11) جس میں وضاحت کی گئی ہے کہ "باقاعدہ مہر" کیا ہے۔ دفعہ 2(14) جو "آلہ" کی وضاحت کرتا ہے اور دفعہ 2(12) جو "عملدرآمد" کی وضاحت کرتا ہے. اس کے بعد انہوں نے دفعہ 3 کا حوالہ دیا جس میں کہا گیا ہے کہ "چارج ایبل" کا کیا مطلب ہے اور پھر دفعہ 17 جس میں کہا گیا ہے کہ برطانوی ہندوستان میں کسی بھی شخص کے ذریعہ ڈیوٹی سے متعلق اور انجام دیئے جانے والے تمام آلات پر پھانسی سے پہلے یا اس کے وقت مہر لگائی جائے گی۔ کچھ دیگر دفعات جو دفعہ 35 اور 38(1) ہیں ان کا بھی حوالہ دیا گیا تھا اور اسی طرح دفعات 40(1)(اے)، 41، 42 اور 48 کا بھی حوالہ دیا گیا تھا لیکن ہماری رائے میں ان دفعات کا حوالہ دینا ضروری نہیں ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کسی شخص کی جانب سے کلکٹر کے پاس درخواست دینے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ کسی آلے پر مناسب ڈیوٹی کے بارے میں فیصلہ کرے۔ ریاست (اپیل کنندہ) کی طرف سے عرضی یہ تھی کہ اگر کسی دستاویز پر عمل درآمد سے پہلے کلکٹر کی رائے کے لئے مہر لگائی جاتی ہے یا نہیں، یعنی اس پر دستخط کیے جاتے ہیں، تو کلکٹر کو ذمہ داری کا تعین کرنا ہوگا اور دستاویز کو اس کی رائے طلب کرنے والے شخص کو واپس کرنا ہوگا لیکن اگر دستاویز کو مہر والے کاغذ یا بغیر مہر والے کاغذ پر لکھا گیا ہے اور اس پر عمل درآمد کیا گیا ہے تو پھر مختلف ہے۔ نتائج اس کے بعد آتے ہیں۔ مؤخر الذکر معاملے میں یہ پیش کیا گیا تھا کہ دفعہ 33 کے تحت کلکٹر کو دستاویز کو ضبط کرنے کی ضرورت ہے اگر اسے پتہ چلتا ہے کہ اس پر مناسب مہر نہیں ہے۔ دوسری جانب مدعا علیہ کی جانب سے یہ عرضی پیش کی گئی کہ اپنی رائے دینے پر کلکٹر آفیشل بن جاتا ہے اور دفعہ 33 کے تحت کوئی کارروائی نہیں کرسکتا۔ یہ فریقین کے یہ دو حریف تنازعات ہیں جن پر اس معاملے میں فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے۔

غیر معمولی تاخیر کے بعد کلکٹر نے واجب الادا ڈیوٹی کی رقم کا تعین کیا اور دستاویز کو ضبط کر لیا۔ ضبط کرنے کا اختیار ایکٹ کی دفعہ 33 میں دیا گیا ہے۔ اس دفعہ کے تحت کوئی بھی شخص جو جج ہے یا کسی عوامی عہدے کا انچارج ہے جس کے سامنے ڈیوٹی کے لئے چارج کرنے والا آلہ تیار کیا گیا ہے یا اس کے فرائض کی انجام دہی میں آتا ہے، اگر اسے ایسا لگتا ہے کہ اس پر مناسب مہر نہیں لگی ہے تو اسے ضبط کرنا ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ معاملے میں ضبط کرنے کی یہ طاقت پیدا ہوتی ہے؟ متنازعہ دستاویز کو ثبوت کے طور پر پیش نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی اس کی مثال کے اندراج پر عمل کیا گیا تھا اور نہ ہی اسٹامپ ایکٹ کی دفعہ 32 کے تحت توثیق کے لئے بلکہ کلکٹر کے سامنے صرف اس بات کے لئے لایا گیا تھا کہ اس کی

مناسب ذمہ داری کیا ہوگی۔ الفاظ" ہر شخص .... جس کے سامنے کوئی آلہ ہے........... اپنے فرائض کی انجام دہی میں پیش کیا جاتا ہے یا آتا ہے" سب سے پہلے کسی بھی حقیقت کو ثابت کرنے کے ثبوت کے طور پر عدالتی یا عدالتی فرائض انجام دینے والے دیگر افسران کے سامنے پیش ہونے کا حوالہ دیتے ہیں اور دوسرا ان افسران کا حوالہ دیتے ہیں جنہیں ان آلات کے بارے میں کوئی کام انجام دینا ہوتا ہے جب وہ ان کے سامنے آتے ہیں۔ وہ اس سوال کے تعین تک توسیع نہیں کرتے ہیں کہ واجب الادا ڈیوٹی کیا ہے۔ وہ ان کاموں کا احاطہ نہیں کرتے جو دفعہ 31 کے دائرہ کار میں آتے ہیں، کیونکہ یہ دفعہ خود بخود مکمل ہے اور اس کا اختتام یہ کہتے ہوئے ہوتا ہے کہ کلکٹر اس ذمہ داری کا تعین کرے گا جس کے ساتھ، اس کے فیصلے میں، آلہ قابل چارج ہے، اگر وہ قابل چارج ہے۔ دفعہ 31 کلکٹر کے ذریعہ مزید کچھ بھی کرنے کا اشارہ نہیں کرتی ہے۔ یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ اگر دستاویز غیر استعمال شدہ ہے جس پر دستخط نہیں کیے گئے ہیں، اور کلکٹر کی رائے مانگی جاتی ہے، تو انہیں اپنی رائے دینا ہوگی اور اپنی رائے کے ساتھ اس شخص کو واپس کرنا ہوگا جو اس کی رائے طلب کرے گا۔ پھانسی اور بغیر کسی نشان کے دستاویزات کے بارے میں زبان مختلف نہیں ہے اور ان آلات کے بارے میں کلکٹر کے اختیارات اور فرائض ایک جیسے ہیں، یعنی جب اس سے اپنی رائے دینے کے لئے کہا جاتا ہے، تو اسے اس ذمہ داری کا تعین کرنا ہوتا ہے جس کے ساتھ، اس کے فیصلے میں، آلہ قابل چارج ہے اور اس معاملے کے بارے میں اس کے فرائض اور اختیارات ختم ہوتے ہیں. اس کے بعد دفعہ 32 کی پیروی کریں۔ اس دفعہ کے تحت کلکٹر کو دفعہ 31 کے تحت لائے گئے آلے کی توثیق کر کے اس بات کی تصدیق کرنی ہوتی ہے کہ پوری ڈیوٹی ادا کر دی گئی ہے، اگر آلہ پر باقاعدہ مہر لگی ہوئی ہے، یا اس پر بغیر مہر لگا دی گئی ہے اور ڈیوٹی پوری کی گئی ہے، یا یہ ڈیوٹی کے قابل نہیں ہے۔ اس دفعہ کے تحت توثیق صرف اسی صورت میں کی جا سکتی ہے جب اس پر عمل درآمد کے ایک ماہ کے اندر انسٹرومنٹ پیش کیا جائے۔ لیکن کیا ہوتا ہے جب اس آلے کو کلکٹر کے سامنے لائے جانے سے ایک ماہ سے زیادہ پہلے اس پر عمل درآمد کیا گیا ہو؟ دفعہ 31 میں وقت کے حوالے سے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ واجب الادا ڈیوٹی کے بارے میں رائے حاصل کرنے کے سلسلے میں کوئی وقت کی حد مقرر کی جائے۔

ایکٹ کا چوتھا باب جس میں ایسے آلات سے متعلق ہے جن پر مناسب مہر نہیں لگائی گئی ہے اور جس کی دفعہ 33 سے 48 تک ہے، دستاویزات کو ضبط کرنے، ضبط شدہ دستاویزات سے کس طرح نمٹا

جائے، ضبط کیے گئے آلات پر مہر لگانے کے کلکٹر کے اختیارات اور فرائض اور جرمانے کیسے وصول کیے جائیں۔ یہ ایک غیر معمولی پوزیشن ہوگی اگر کوئی شخص کلکٹر سے مشورہ لینا چاہتا ہے اور کسی حقیقت کو ثابت کرنے کے ثبوت کے طور پر کسی آلہ پر بھروسہ نہیں کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی اس آلہ کے بارے میں مزید کوئی کام کرنا چاہتا ہے تاکہ اس کے کام کو مؤثر بنایا جاسکے تو وہ بھی جرمانے کا ذمہ دار ہوگا جو مذکورہ بالا کے طور پر استعمال ہونے والے بغیر اسٹیمپڑ آلات میں شامل ہوسکتے ہیں۔ ایکٹ کی اسکیم سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں کوئی شخص کسی آلے کے سلسلے میں مناسب ذمہ داری کے بارے میں کلکٹر کی رائے مانگ رہا ہوتا ہے، تو وہ دفعہ 31 کے تحت اس سے رابطہ کرتا ہے۔ اگر اس پر مناسب مہر لگی ہوئی ہے اور دستاویز پر عمل درآمد کرنے والا شخص دستاویز کو عملی جامہ پہنانا یا ثبوت کے مقاصد کے لئے اس کا استعمال کرنا چاہتا ہے تو اسے یہ ذمہ داری نبھانی ہوگی اور دفعہ 32 کے تحت کلکٹر اس کی توثیق کرے گا اور اس دستاویز کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا جیسے اس پر شروع سے ہی مہر لگی ہو۔ لیکن اگر وہ واجب الادا ڈیوٹی کے تعین کے علاوہ آگے نہیں بڑھنا چاہتا ہے تو اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا اور عمل درآمد شدہ دستاویز ایک ایسے آلے کی حیثیت میں ہے جو غیر متعین اور غیر متعین ہے اور ڈیوٹی کے تعین کے بعد کلکٹر فنڈ آف آفیشل بن جاتا ہے اور دفعہ 33 کی دفعات کا کوئی اطلاق نہیں ہوتا ہے۔ اس دفعہ کی دفعات اس کے بعد کا مرحلہ ہے جب کلکٹر کی رائے پوچھنے سے زیادہ کچھ کیا جانا ہے۔

ہماری توجہ ری کوک اور کیلی میں رینکن چیف جسٹس کے مشاہدات کی طرف مبذول کرائی گئی لیکن یہ مشاہدات افسوسناک ہیں کیونکہ ہائی کورٹ نے کہا کہ اسٹامپ ایکٹ کی دفعہ 57 کے تحت ریفرنس نااہل ہے۔ کئی معاملوں میں بنا اختیارات کا نظریہ لاگو کیا گیا تھا : کلکٹر، احمد نگر بنام رام بھاؤ تکارام نرہلی اس معاملے میں فروخت کے سرٹیفکیٹ پر دستخط کیے گئے تھے لیکن سرٹیفکیٹ پر باقاعدہ مہر نہیں لگائی گئی تھی جس کی نشاندہی اس وقت کی گئی تھی جب اسے رجسٹریشن کے لئے سب رجسٹرار کو بھیجا گیا تھا۔ سب رجسٹرار نے جج کو اس بارے میں آگاہ کیا اور جج نے خریدار سے سرٹیفکیٹ واپس لے لیا اور یہ سوچ کر کہ اس کے پاس دستاویز ضبط کرنے اور جرمانہ عائد کرنے کا اختیار ہے، ہائی کورٹ کی رائے طلب کی اور یہ کہا گیا کہ اس پر دستخط کرنے کے بعد وہ بنا اختیارات ہے اور مزید کارروائی نہیں کرسکتا اور اسے ضبط نہیں کرسکتا۔ پیکو بمقابلہ پا گیا اور چندری پنا کالا راؤ بمقابلہ پینو گونڈا کمار سوامی اور ہماری رائے میں جیسے ہی کلکٹر نے ڈیوٹی کا تعین کیا وہ فنڈز آف آفیشل بن گئے میں بھی یہی اصول وضع کیا گیا تھا۔ اور وہ دفعہ 33 کے

تحت اس آلے کو ضبط نہیں کر سکے اور اس لیے اس کے نتیجے میں کارروائی نہیں کی جا سکتی۔

لہٰذا اپیل کو قیمت کے ساتھ مسترد کیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document